۷۵/۲۷۶،۲۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

کیا فرماتے ہیں مشائخ علماء کرام مسائل ھذا کے بارے میں ۔

۱۔ ہماری جامع مسجد کی صورت کچھ اس طرح ہے
ایک ہی چار دیواری کے اندر وسیع مسجد ۔ مسجد کے مشرق میں دارالاقامۃ اس کے پیچھے راستہ اس کے پیچھے مدرسۃ للبنات ۔ اور مسجد کے شمال میں مسجد کیساتھ متصل ایک راستہ ہے اس کے ساتھ مطعم ہے ۔ مسجد کا مشرقی حصہ جو کہ سائبان کے نام سے معروف ہے اس کے شمالی میں ایک صحن ہے اور اس صحن کے ساتھ مکتب ہے (درجہ حفظ کی درسگاہ) ۔ مطعم اور مکتب کی اوپر والی منزل پر مدرسہ (درجہ کتب کی درسگاہ) ہے نقشے میں ملاحظ فرمائیں ۔

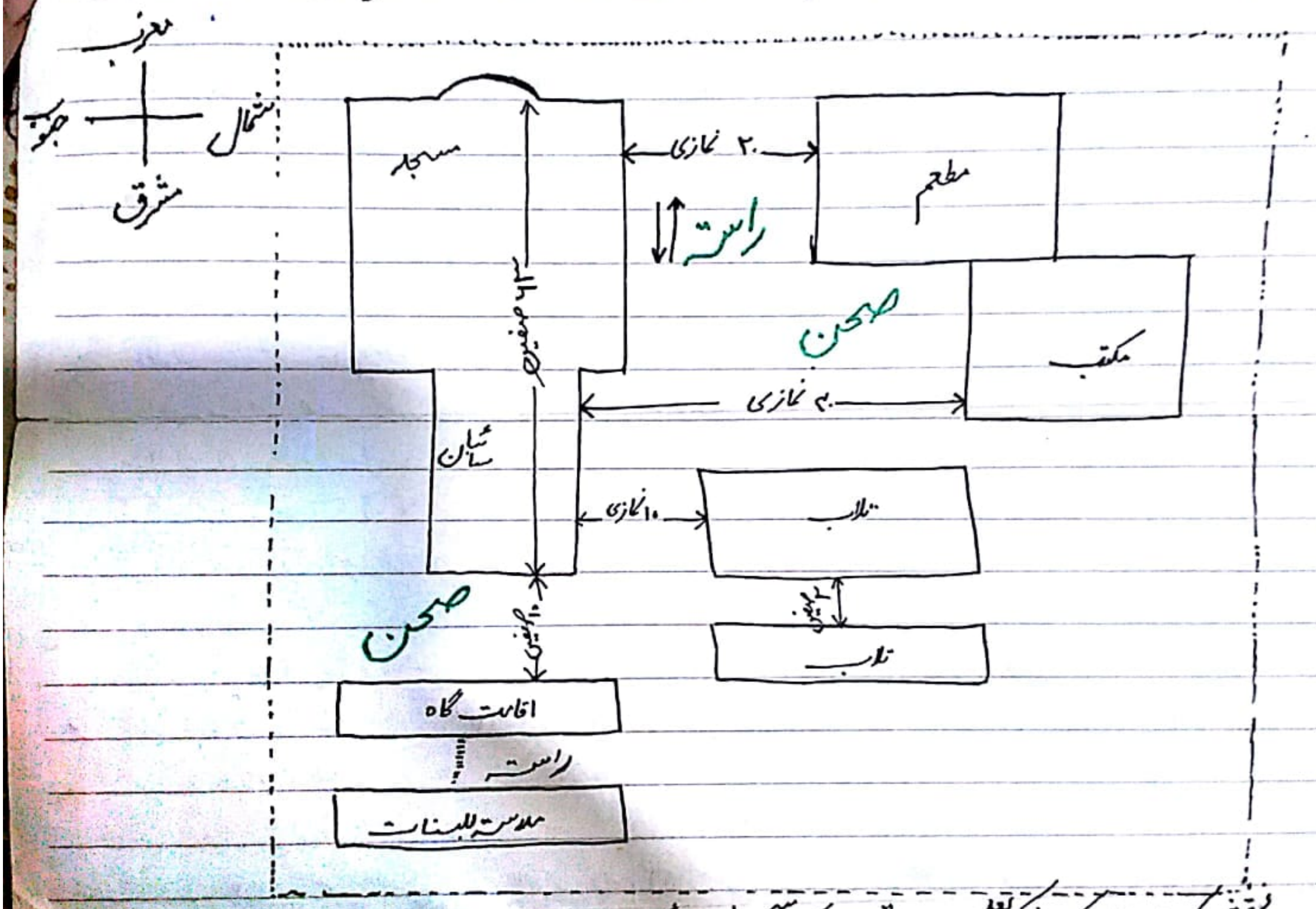

نقشے کو ملاحظہ کرنیکے بعد چند باتیں بھی سمجھ لی جائیں ۔

۱۔ مسجد میں کل صفیں ۶۳ بنتی ہیں ۔ ۲ مسجد کے ساتھ متصل شمالی راستہ طلباء اور نمازیوں کیلئے کینٹین وغیرہ کیطرف آنے جانے کیلئے استعمال ہوتا ہے یعنی یہ راستہ صرف مسجد سے متعلقہ افراد کیلئے مستعمل ہے ہر ایرے غیرے کیلئے نہیں ۔ ۳ نقشہ میں واضح کی گئی کسی بھی عمارت میں کھڑے ہونے والے نمازی پر امام کی حالت مشتبہ نہیں ہوتی عام ہے کہ مکبرین کے ذریعے ہو یا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے ۔
۴۔ راستہ اتنا وسیع ہے کہ بیک وقت تقریباً ۳ بیل گاڑیاں آسانی سے گذر سکتی ہیں ۔
۵ راستے ۔ صحن اور تالابوں کے درمیان جوتیاں استعمال نہیں ہوتی صرف اقامت گاہ اور مدرسۃ للبنات کے درمیان والے راستے میں جوتے استعمال ہوتے ہیں ۔ ۶ کبھی تو نمازیوں کی تعداد اتنی بڑھ جاتی ہے کہ نمازی

Scanned by CamScanner

Date

مسجد۔ راستوں۔ صحن۔ مطعم۔ تلابوں کے درمیان۔ تلابوں کی چھت پر بھی بمشکل پورے آتے ہیں۔
مندرجہ بالا وضاحت کیبعد مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

ا۔ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے اگر اتصال نہ ہو بایں طور کہ ۲ صفیں محراب کے پاس۔ ۲ صفیں درمیان میں اور ۲ صفیں سائبان کے آخر میں بنیں تو کیا حکم ہے واضح رہے امام کی حالت مشتبہ نہیں ہے۔

ب۔ اگر نمازی مطعم میں ہوں یا مطعم کی چھت پر۔ اور وہ مسجد کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہتے ہیں لیکن درمیانی راستے میں نمازی کوئی نہیں۔ اسی طرح مکتب۔ یا مکتب کی چھت اور تلابوں کے درمیان یا تلابوں کی چھت اور اقامت گاہ یا اقامت گاہ کی چھت پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درمیان والے راستوں یا صحن میں اتصال نہ ہونے کی صورت میں کیا حکم رکھتا ہے؟

ج۔ زید کہتا ہے کہ یہ سب اردگرد کی عمارتیں فناء مسجد میں شامل ہیں اور فناء مسجد میں نماز بلا اتصال بالکل درست ہے رہ گیا راستہ، تو وہ شاہراہ عام نہیں کہ اس راستے میں جوتوں کے بغیر صرف مسجد سے متعلقہ افراد ہی گذرتے ہیں۔ اور اس میں گاڑیوں وغیرہ کا بھی گذر نہیں ہے۔ اس لیے یہ راستہ صحت جماعت سے مانع نہیں ہے۔ زید اپنے قول میں صادق ہے یا کاذب۔

د۔ فناء مسجد سے کیا مراد ہے۔ اس کی حد کتنی ہے۔ نقشے میں واضح کی گئی عمارتوں میں سے کون کون سی عمارت فناء مسجد میں داخل ہیں واضح رہے چار دیواری ایک ہیں اور عمارت مسجد سے متعلقہ ہے۔

ھ۔ طالبات مسجد کی جماعت کیساتھ نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے واضح رہے اقامت گاہ اور مدرسۃ البنات کے درمیانی راستہ میں صفیں نہیں بنتی۔

و۔ شاہراہ عام سے کیا مراد ہے۔

ز۔ اگر مجبوری ہو تو مثلاً تیز بارش۔ سخت دھوپ۔ مجمع کثیر ہو تو مذکورہ عمارتوں (مطعم، مکتب۔ تلاب۔ اقامت گاہ) میں کھڑے ہو کر بغیر اتصال کے نماز ادا کرنا کیسا ہے۔

ح۔ شریعت میں اس مجبوری کا کیا معیار ہے جسکی بناء پر اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسروں کے مذہب پر فتوی دیا جاتا ہے۔ کیا "ز" صورت میں ذکر کردہ چیزیں مجبوری نہ بنیں گیں۔

ط۔ عمرو کہتا ہے جب ائمہ ثلاثہ کے ہاں بغیر اتصال کے نماز مذکورہ صورتوں میں جائز ہے تو احناف کی بھی ہو ہی جائیگی۔

براہ کرم ہر ہر جزئی کا مفصل جواب دیکر ممنون و مشکور فرمائیں۔ ———x———

نمبر ۲۔ تفسیر جلالین شریف میں پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب صفحہ ۳۵۷ حاشیہ ۱۲ (قدیمی کتب خانہ) میں "یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" کی تفسیر میں اذان میں شہادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سننے پر انگوٹھے چومنا پھر آنکھوں پر لگانا وغیرہ کا مختلف ادلہ سے اثبات کیا ہے۔ ایک تو اس کی تحقیق مطلوب ہے۔ دوسرا محشی جلالین کے بدعتی یا فرقہ بریلویہ سے منسوب ہونے یا نہ ہونے کا معلوم کرنا ہے۔ بینوا وتوجروا

فقط والسلام ———x———x———

مستفتی

محمد راشد سیالکوٹی

مدرسہ عربیہ ہوسٹوتر ۱۴ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ

(جواب منسلک ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

اتصالِ صفوف کے متعلق کچھ باتیں تمہیدی طور پر جاننا ضروری ہیں جن سے مذکورہ مسائل کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

۱- جہاں تک تعلق ہے مسجد کا تو اس کی حدود کے اندر مطلقاً اقتداء صحیح ہے چاہے مسجد کے کسی حصہ سے بھی اقتداء کرے اور چاہے مقتدی اور امام کے درمیان کتنا ہی فاصلہ ہو لیکن فاصلہ کے ساتھ اقتداء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۲- مسجد کے علاوہ فضاء اور صحراء یا کسی بھی جگہ اگر جماعت ہو تو دو صفوں کا فاصلہ مانع اقتداء ہے۔

۳- چھوٹی مسجد میں راستہ مانع اقتداء نہیں۔

۴- بڑی مسجد کا حکم فضاء اور صحراء کا ہے یعنی جس طرح فضاء میں دو صفوں کا فاصلہ مانع اقتداء ہے اسی طرح بڑی مسجد میں بھی دو صفوں کا فاصلہ مانع اقتداء ہوگا اور بڑی مسجد کی مثال علامہ شامی رحمہ اللہ نے خوارزم کی جامع مسجد کی دی ہے جو کہ چار ہزار ستون پر مشتمل ہے۔

۵- دہ در دہ حوض مطلقاً مانع اقتداء ہے چاہے مسجد میں ہو یا فناءِ مسجد میں۔

۶- جہاں تک تعلق ہے فناءِ مسجد کا تو فناء کا حکم اقتداء کے حق میں مسجد کا ہے یعنی جس طرح مسجد کی حدود میں بلا اتصالِ صفوف اقتداء مع الکراھۃ التحریمیۃ جائز ہے اسی طرح فناء میں بھی۔

مذکورہ بالا تمہید کے بعد سوالات کے جوابات بالترتیب ملاحظہ کیے جائیں:

الف، ب- جائز مع الکراھۃ التحریمیۃ ہے لیکن حوض کے پیچھے یا حوض کی چھت پر بلا اتصال اقتداء جائز نہیں۔

ج- زید کا قول درست ہے، لیکن یہ اقتداء بھی مکروہ تحریمی ہے، مدرسۃ البنات کی عمارت فناءِ مسجد میں داخل نہیں لہذا اس میں بلا اتصال نماز درست نہیں۔

د- فناءِ مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو مسجد کے ساتھ متصل ہو اور اس جگہ اور مسجد کے درمیان کوئی عام راستہ نہ ہو۔

ھ- بلا اتصال جائز نہیں۔

و- شاہراہ عام کی دو تعریفیں کی گئی ہیں۔

۱- شہروں اور دیہاتوں میں وہ بڑا راستہ جو دونوں طرف سے کھلا ہوا ہو۔

۲- جس پر گزرنے والوں کی تعداد معلوم کرنا ممکن نہ ہو۔ (شامی، ۶/ ۵۹۲)۔

ز- مسجد و فناءِ مسجد میں مکروہ تحریمی اور ان کے علاوہ میں ناجائز۔

ح- عمل علی مذهب الغیر کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ضرورتِ شدیدہ ہو، اتباع ھویٰ کے

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

لئے نہ ہو اور ضرورت وہی معتبر ہوگی جس کو محقق متدین علماءِ کرام کی ایک بڑی جماعت ضرورت قرار دیں، صورتِ مسئولہ کی ضرورت ایسی نہیں۔

ط۔ مذکورہ صورتوں میں عندالاحناف مکروہِ تحریمی ہے۔

۲۔ جو روایت حاشیہ میں ذکر کی ہے ماہرینِ علمِ حدیث نے اسے موضوع کہا ہے، اگر اس کو ضعیف کہا جائے تو ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں ۱۔ اس حدیث کے رواۃ میں سے کوئی جھوٹا یا جھوٹ سے متہم نہ ہو۔ ۲۔ وہ چیز شریعت کے کسی عام اصول کے تحت داخل ہو۔ ۳۔ اس کو سنت نہ سمجھا جائے۔ اور ادھر تینوں شرطیں مفقود ہیں لہذا اس حدیث کو موضوع کہا گیا، اصلِ دین میں سے کسی کے تحت داخل نہیں، اس کو کرنے والے نہ صرف سنت سمجھتے ہیں بلکہ دین کا اعلیٰ ترین شعار تصور کرتے ہیں، علامہ شامی اور دیگر اکابر رحمہم اللہ نے ایسا کرنے کو افتراء علی الرسول قرار دیا ہے،عہ نیز اس حدیث کا حوالہ کنز العباد کا ہے جس کے بارے میں علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے "یہ کتاب واہیات اور موضوعات سے بھری ہوئی ہے، فقہاء اور محدثین کے یہاں اس کتاب کا کوئی اعتبار نہیں۔" جلالین کا حاشیہ کسی ایک کا نہیں ہے بلکہ متعدد کتب سے نقل کیا گیا ہے چنانچہ ہر منقول عنہ کے حالات الگ ہیں، صورتِ مسئولہ کا حاشیہ شمس الدین محمد خراسانی قہستانی (المتوفی ۹۶۲ھ) کا ہے، یہ بریلوی و بدعتی تو نہیں لیکن علماء کے نزدیک مستند و معتبر نہیں۔

۱۔ وفی الفقه الإسلامی وأدلته: "فالاقتداء بالإمام فی أقصی المسجد والإمام فی المحراب یجوز؛ لأن المسجد علی تباعد أطرافه جعل فی الحکم کمکان واحد.... ولو وقف المقتدی علی سطح المسجد أو علی سطح بناء بجنب المسجد متصل به لیس بینهما طریق واقتدی بالإمام، فإن کان وقوفه خلف الإمام أو بحذائه أجزأه؛ لأن أبا هریرة رضی الله عنه وقف علی سطح واقتدی بالإمام وهو فی جوفه، ولأن سطح المسجد تبع للمسجد وحکم التبع حکم الأصل فکأنه فی جوف المسجد وهذا إذا کان لا یشتبه علیه حال إمامه وإن کان یشتبه لا یجوز." (۲/۱۲۴۹: رشیدیہ)

۲۔ وفی الهندیة: "واختلفوا فی مصلی العید والجنازة، الأصح أنه لا یأخذ حکم المسجد وإن کان فی حق جواز الاقتداء کالمسجد لکونه مکانا واحدا. کذا فی التبیین. وفناء المسجد له حکم المسجد حتی لو قام فی فناء المسجد واقتدی بالإمام صح اقتداؤه وإن لم تکن الصفوف متصلة ولا المسجد ملآن، إلیه أشار محمد رحمه الله تعالی فی باب الجمعة، فقال: یصح الاقتداء فی الطاقات والسدد وإن لم تکن الصفوف متصلة ولا یصح فی دار الصیارفة إلا إذا کانت الصفوف متصلة، وعلی هذا یصح الاقتداء لمن قام علی الدکاکین التی تکون علی باب المسجد لأنها من فناء المسجد متصلة بالمسجد. کذا فی فتاوی قاضی خان"

(جاری ہے)

عہ (درمختار، باب الأذان، ۱/۱۲۸: سعید).

(الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٩: رشيديه).

٣- وقال الحصكفي رحمه الله: "ويمنع من الاقتداء صف من النساء.... أو طريق تجري فيه عجلة.... ولو اقتدى من سطح داره المتصلة بالمسجد لم يجز لاختلاف المكان.... ونقل عن البرهان وغيره أن الصحيح اعتبار الاشتباه فقط. قلت: وفي الأشباه وزواهر الجواهر ومفتاح السعادة أنه الأصح وفي النهر عن الزاد: إنه اختيار جماعة من المتأخرين".

٤- وقال في الرد: "(قوله أو طريق) أي نافذ. أبو السعود عن شيخه ط. ويفهم ذلك من التعبير عنه في عدة كتب بالطريق العام. وفي التاتارخانية: الطريق في المسجد الرباط والخان لا يمنع؛ لأنه ليس بطريق عام. (قوله تجري فيه عجلة).... وفي الدرر: هو الذي تجري فيه العجلة والأوقار.... وذكر في البحر عن المجتبى: أن فناء المسجد له حكم المسجد، ثم قال: وبه علم أن الاقتداء من صحن الخانقاه الشيخونية بالإمام في المحراب صحيح وإن لم تتصل الصفوف؛ لأن الصحن فناء المسجد وكذا الاقتداء من بالخلاوي السفلية صحيح؛ لأن أبوابها في فناء المسجد الخ، وفي الخزائن: فناء المسجد هو ما اتصل به وليس بينه وبينه طريق. اهـ قلت: يظهر من هذا أن مدرسة الكلاسة والكاملية من فناء المسجد الأموي في دمشق؛ لأن بابهما في حائطه وكذا المشاهد الثلاثة التي فيه بالأولى وكذا ساحة باب البريد والحوانيت التي فيها.... فقد تحرر بما تقرر أن اختلاف المكان مانع من صحة الاقتداء ولو بلا اشتباه، وأنه عند الاشتباه لا يصح الاقتداء وإن اتحد المكان ثم رأيت الرحمتي قرر كذلك فاغتنم ذلك". (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ١/ ٥٨٤ - ٥٨٨: سعيد).

٤- (وكذا في حلبي كبيري، ص: ٥٢٤، ٥٢٥، ٦١٤: سهيل أكيدمي لاهور)

٥- "وفناءه هو المكان المتصل به ليس بينه وبينه طريق". (حواله بالا).

٦- (وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ١/ ٦٣٤، ٦٣٥: رشيديه).

٧- وفي الشامية: "(قوله إلى طريق العامة) أي النافذة الواقعة في الأمصار والقرى دون الطريق في المفاوز والصحاري؛ لأنه يمكن العدول عنها غالباً كما في الزاهدي. طريق العامة ما لا يحصى قومه أو ما تركه للمرور قوم بنوا دوراً في أرض غير مملوكة فهي باقية على ملك العامة وهذا مختار شيخ الإسلام والأول مختار الإمام الحلواني كما في العمادي قهستاني". (كتاب الديات، باب ما يحدثه الرجل في الطريق وغيره، ٦/ ٥٩٢: سعيد).

٨- وقال العلامة الحصكفي رحمه الله: "(فائدة) شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه وأن يدخل تحت أصل عام وأن لا يعتقد سنية ذلك الحديث". (باب الأذان، ١/ ١٢٨: سعيد).

٩- قال العلامة اللكنوي رحمه الله في مقدمة شرحه على الجامع الصغير ص٢٩: إن كتب العباد مملوء بالمسائل الواهية والأحاديث الموضوعة فلا عبرة لها لا عند الفقهاء ولا

(جاری ہے)

عند المحدثين". (الهامش على الشامية، ٢/ ٦٢٨: باب الأذان، دمشق سوريه).

١٠- وفي رد المحتار: "وأما البركة أو الحوض، فإن كان بحال لو وقعت النجاسة في جانب تنجس الجانب الآخر لا يمنع وإلا منع. كذا ذكره الصفار إسماعيل عن المحيط. وحاصله أن الحوض الكبير المذكور في كتاب الطهارة يمنع أي ما لم تتصل الصفوف حوله كما يأتي".
(١/ ٥٨٥: سعيد).

١١- وقال العلاء رحمه الله: "ولو صلى على رفوف المسجد، إن وجد في صحنه مكانا كره كقيامه في صف خلف صف فيه فرجة. قلت: وبالكراهة أيضا صرح الشافعية".

١٢- وقال الشامي رحمه الله: "(قوله كقيامه في صف) هل الكراهة فيه تنزيهية أو تحريمية، ويرشد إلى الثاني قوله عليه السلام: من قطعه قطعه الله".
(باب الإمامة، ١/ ٥٧٠: سعيد) فقط.

والله أعلم وعلمه أتم وأحكم

كتبه محمد شعيب عفي عنه

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٩/ ٢/ ١٤٢٨هـ

الجواب صحيح
مفتي محمد شفيق

الجواب صحيح
[illegible] غفرله
٢٠/ ٢/ ٢٨هـ

جامعة فاروقية
دار الافتاء
شاه فيصل كالوني نمبر ٤ كراچي (پاكستان)